ملا دوپیازہ کے لطیفے

کاروبار

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین قادیان کے سکول میں پڑھتا تھا۔ ایک دن ماسٹر صاحب کو طلبہ کے کوائف اکٹھے کرنا تھے۔ لہٰذا انہوں نے ہر ایک طالب علم کو اپنے پاس بلا کر ان کے کوائف اکٹھے کیے۔ جب مرزا بشیر الدین کی باری آئی تو ماسٹر صاحب اور مرزا بشیر الدین کے مابین مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔

ماسٹر صاحب :۔ آپ کا نام ؟

مرزا بشیر الدین :۔ میرا نام مرزا بشیر الدین ہے۔

ماسٹر صاحب :۔ آپ کے والد کا نام؟

مرزا بشیر الدین :۔ میرے والد کا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

ماسٹر صاحب :۔ آپ کے گھر کا پتہ؟

مرزا بشیر الدین :۔ ہمارا گھر قادیان میں ہے۔

ماسٹر صاحب:۔ آپ کے والد کیا کام کرتے ہیں؟

مرزا بشیر الدین :۔ بچپن کی سادگی میں کہتا ہے "نبوت کا کاروبار کرتے ہیں"

محبت

ایک دفعہ کسی گاؤں کے چوپال پر ایک قادیانی اور ایک سکھ کی ملاقات ہو گئی۔ تھوڑی دیر کی ملاقات ہی میں دونوں بے تکلف ہو گئے۔ قادیانی سکھ سے کہنے لگا کہ میرے پاس ایک فن ہے جس کے ذریعے میں یہ بتا سکتا ہوں کہ تمہارے دل میں کیا ہے؟ سکھ جوش میں بولا تم نہیں بتا سکتے۔ تکرار بڑھی اور دونوں میں سو سو روپے کی شرط لگ گئی۔

سکھ = بتاؤ اس وقت میرے دل میں کیا ہے؟

قادیانی = اس وقت تمہارے دل میں تمہارے گرو کی محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

سکھ کو مجبوراً" ہاں میں جواب دینا پڑا اور اس نے دانت پیستے ہوئے سو روپے قادیانی کو دے دیئے۔ چند دنوں کے بعد اسی چوپال پر دونوں کی دوبارہ ملاقات ہو گئی۔ سکھ بدلہ لینے کے لئے تیار ہو کر آیا تھا۔ اس نے مرزائی سے کہا کہ میں نے بھی وہ فن جان لیا ہے جس کے ذریعے میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ اس وقت تمہارے دل میں کیا ہے؟ قادیانی کہنے لگا

تم جیسا کوڑھ دماغ نہیں بتا سکتا۔ لہٰذا دونوں میں پھر سو سو روپے کی شرط لگ گئی۔

قادیانی = بتاؤ اس وقت میرے دل میں کیا ہے؟

سکھ = اس وقت تمہارے دل میں تمہارے نبی مرزا قادیانی کی محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

قادیانی = "مرزے پر لعنت بے شمار" نکال سو روپیہ۔ سکھ ہار چکا تھا اس لئے اسے قادیانی کو سو روپیہ دینا پڑا۔ مرزائی سو کا نوٹ جیب میں ڈالے دانت نکال رہا تھا اور سارے لوگ اپنے دانتوں میں انگلیاں لئے اس کی بے غیرتی پر تصویر حیرت بنے بیٹھے تھے۔

امتحان

ایک شریر قادیانی بچہ سکول میں فیل ہو گیا۔ گھر پہنچا تو باپ نے جوتوں سے تواضع کرنا شروع کر دی۔ باپ جوتوں کی بارش برسا رہا تھا اور ساتھ ساتھ چلاتا ہوا کہہ رہا تھا کہ ہمیشہ باادب محنتی اور ذہین بچے ہر امتحان میں پاس ہوا کرتے ہیں اور بے ادب' نالائق' کند ذہن' خبیث اور الو کے پٹھے فیل ہوتے ہیں۔ بچہ جوتوں کی بوچھاڑ میں سے سر نکال کر بولا "ابا جی ہمارے حضرت مرزا قادیانی بھی تو مختاری کے امتحان میں فیل ہوئے تھے"

بچے کا جواب باپ کے جگر میں تیر بن کے لگا اور وہ چونک اٹھا۔ جوتی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور بچے کے منہ سے ہنسی چھوٹ گئی۔

نوٹ :۔ مرزا قادیانی اور اس کے ہندو دوست لالہ بھیم سین نے اکٹھے مختاری کا امتحان دیا۔ لالہ جی تو پاس ہو گئے لیکن مرزا جی فیل ہو گئے۔

مرزا صاحباں

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اپنے زوروں پر تھی۔ شیخوپورہ میں ایک جلوس سڑک پر سے گزر رہا تھا کہ چند نوجوانوں کی نظر مخالف سمت سے آتے ہوئے ایک مرزائی پر پڑی۔ نوجوان چیتے کی پھرتی سے اس کی طرف لپکے اور اسے دبوچ لیا۔ مرزائی نے کہا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور ثبوت کے طور اس نے مرزا قادیانی کو دھڑا دھڑ گالیاں دینا شروع کر دیں۔ پنجابی اور اردو میں جتنی گالیاں یاد تھیں' زبان سے اگل دیں۔ نوجوان اس کی باتوں میں آ گئے اور اسے چھوڑ دیا۔ رات کو مرزائیوں نے اس مرزائی کو اس کے مکان پر

جا پکڑا اور پوچھا کہ تم نے مرزا صاحب کو گالیاں کیوں دیں؟ میں نے اپنے مرزا صاحب کو تو گالیاں نہیں دی تھیں۔ میں نے مرزا صاحباں والے کو گالیاں دی تھیں۔ مرزائی اس کی نرالی منطق سے حیران تھے کہ ادھر سے بھی بچ گیا اور ہم سے بھی بچ گیا۔

شہر

فاتح قادیان مولانا محمد حیات اور ایک مرزائی مناظر کے مابین مناظرہ ہو رہا تھا۔ مولانا بڑی مہارت سے دلائل کا جال بنتے اور مرزائی مناظر کو جکڑ لیتے۔ مرزائی پٹخیاں کھا کھا کر حواس باختہ ہو گیا اور مولانا سے کہنے لگا کہ آپ کس شہر کے رہنے والے ہیں؟ مولانا نے اپنے شہر کا نام بتایا جس کے جواب میں مرزائی مناظر غصہ سے پھنکارتا ہوا کہنے لگا' میں تو آپ کے شہر پر پیشاب بھی نہیں کرتا۔ جواباً" مولانا نے بڑے پر سکون اور میٹھے لہجے میں کہا" بھئی ہم تو بہت عرصہ قادیان میں رہے مگر ہم نے تو کبھی پیشاب روکا ہی نہیں تھا"

ہندو اور مرزائی

ایک حلوائی کی دوکان پر ایک ہندو اور مرزائی بیٹھے تھے۔ ایک مرزائی مبلغ بھی ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور مرزائیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ مرزائی مبلغ بڑے زور و شور سے مرزائیت کے حق میں دلائل دیتا رہا اور ہندو ہنستا رہا۔ ہندو کے مسلسل ہنسنے پر مرزائی مبلغ نے یہ سمجھا کہ شکار پھنس گیا ہے۔ مرزائی مبلغ کہنے لگا " بھائی تمہارے مسلسل ہنسنے سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ تم نے مرزائیت کی سچائی کو قبول کر لیا ہے اگر قبول کر لیا ہے' تو پھر دیر کیسی؟ جلدی سے مرزا صاحب کو نبی تسلیم کر لو۔ ہندو کہنے لگا میں تمہاری ایک دلیل کو بھی نہیں مانتا۔ مرزائی مبلغ غصے سے کہنے لگا اگر نہیں مانتا تو پھر ہنس کیوں رہا تھا؟ ہندو کہنے لگا ہنسی تو مجھے اس بات پر آ رہی تھی کہ ہم نے تو آج تک سچے نبی کو نہیں مانا اور تم جھوٹے کو منوا رہے ہو۔

ہڑتال

مرزا قادیانی داہنی آنکھ سے کانا تھا۔ ایک دن وہ ایک بازار میں سے گزر رہا تھا۔

داہنی آنکھ تقریباً بند ہونے کی وجہ سے اس نے سمجھا کہ دائیں طرف کی ساری دوکانیں بند ہیں۔ جب سودا سلف خرید کر اس بازار سے واپس آ رہا تھا تو پھر اسے اپنے بائیں طرف کی ساری دوکانیں بند نظر آئیں یہ منظر دیکھ کر وہ اپنے مرتد ساتھیوں سے کہنے لگا کہ یہ بازار بھی عجیب بازار ہے پہلے اس طرف ہڑتال تھی اب اس طرف ہڑتال ہے۔

پکا مرزائی

سرزمین ننکانہ صاحب ختم نبوت کے شیروں کی کچھار ہے۔ ننکانہ کے غیور و جسور مسلمانوں نے قادیانیوں کی جو درگت بنائی ہے وہ تحفظ ختم نبوت کا ایک درخشاں باب ہے۔ ننکانہ کے کچھ قادیانیوں نے شعائر اسلام کو استعمال کیا۔ مسلمانوں نے فوراً پولیس سے رابطہ کیا اور قادیانیوں کو جیل کی ہوا کھانا پڑی۔ پندرہ دن جیل میں رہے۔ جہاں موٹے موٹے مچھروں نے میزبانی کا خوب حق ادا کیا پھر ضمانتیں ہو گئیں۔ ان قادیانیوں میں ایک بوڑھا شخص بھی تھا۔ ایک بڑھاپا اوپر سے مقدمات کا سیاپا کہ پتہ نہیں پھر کب گرفتار کر لیا جاؤں۔ وہ انہیں سوچوں میں گم اجڑا اجڑا رہنے لگا۔ ایک صبح بیدار ہوا اور رفع حاجت کے لئے لیٹرین میں گیا۔ لیکن کافی دیر باہر نہ آیا۔ گھر والوں کو تشویش ہوئی۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ دروازہ زور زور سے کھٹکھٹایا گیا۔ لیکن اندر سے پھر وہی سکوت! آخر دروازہ توڑا گیا تو دیکھا کہ موصوف ننگ دھڑنگ غلاظت پر پڑے ہیں اور روح پرواز کر چکی ہے۔ قادیانیوں نے پانی کی بالٹیاں گرا کر اسے دھویا۔ وہ شرم کے مارے راتوں رات اسے ربوہ لے جانا چاہتے تھے لیکن یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی۔ لوگ ایک دوسرے کو مبارک بادیں دینے لگے۔ سارا شہر کہہ رہا تھا کہ دیکھو کیسا پکا مرزائی ہے کہ عین اپنے نبی کی موت کے مطابق مرا اور زندگی کا آخری سانس وہیں لینا پسند کیا جہاں اس کے نبی نے لیا تھا۔

منجن

ننکانہ صاحب میں قادیانیوں کی طرف سے شعائر اسلام کی توہین کرنے کے جرم میں مسلمانوں نے علاقہ پولیس کو درخواست دی۔ پولیس نے پرچہ میں نامزد سارے قادیانی گرفتار کر لئے۔ لیکن ایک قادیانی ڈاکٹر عبدالغفور پولیس کو گھر پر نہیں ملتا تھا ایک رات

اڑھائی بجے تھانیدار صاحب خود ڈاکٹر عبدالغفور کے گھر گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے ایک آدمی باہر آیا۔

"ڈاکٹر عبدالغفور کہاں ہے"؟ تھانیدار نے پوچھا۔

"میں ہی ڈاکٹر عبدالغفور ہوں" باہر آنے والے شخص نے جواب دیا۔

ڈاکٹر صاحب آپ کے خلاف درخواست آئی ہے اور آپ کو میرے ساتھ تھانے چلنا ہے۔"

"میں کپڑے بدل لوں ابھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔"

قادیانی ڈاکٹر اور تھانیدار دونوں جیپ میں سوار ہو کر تھانے پہنچ گئے۔ تھانیدار نے ڈاکٹر عبدالغفور کو ایک پڑھا لکھا شخص اور علاقے کا ڈاکٹر سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا۔ تھانے میں اس کو کرسی پر بٹھایا جبکہ بقیہ قادیانیوں کو زمین پر بٹھایا گیا تھا۔ تھانے دار اور ڈاکٹر عبدالغفور کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔

تھانیدار:۔ ڈاکٹر صاحب آپ کون سے ڈاکٹر ہیں۔

ڈاکٹر:۔ میں دانتوں کا ڈاکٹر ہوں۔

تھانیدار:۔ آپ نے تعلیم کون سے میڈیکل کالج سے حاصل کی اور آج کل کلینک کہاں کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر:۔ میرا کلینک تو کوئی نہیں میں ٹرینوں میں منجن بیچتا ہوں اور لوگ مجھے پیار سے ڈاکٹر کہتے ہیں حالانکہ میں نے سکول کی شکل تک نہیں دیکھی۔ تھانے دار نے بجلی کی سرعت سے اس کے منہ پر ایک زناٹے دار تھپڑ رسید کیا اور منجن ڈاکٹر قلا بازیاں کھاتا ہوا چاروں شانے چت زمین پر پڑا تھا اور یوں چیخ رہا تھا کہ جیسے میلے میں منجن بیچ رہا ہو۔

پستول

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین اپنے لڑکپن کے زمانہ میں پلاسٹک کے پستول سے کھیل رہا تھا اچانک اس نے پستول سے مرزا قادیانی کا نشانہ لیا اور منہ سے ٹھاہ ٹھاہ کی آوازیں نکالنے لگا۔ مرزا قادیانی ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ بیٹا یہ تو نقلی پستول ہے اس سے کچھ نہیں ہو گا۔ آپ بھی تو نقلی نبی ہیں۔ آپ سے بھی کچھ نہیں ہو گا۔ مرزا بشیر الدین نے برجستہ "جواب دیا۔

دندان شکن جواب

مرزا ناصر تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا پرنسپل تھا اور یہی مرزا ناصر بعد میں مرزائی نبوت کا تیسرا خلیفہ بھی بنا۔ کالج میں ایک علمی تقریب منعقد ہوئی۔ چیف جسٹس کیانی مرحوم مہمان خصوصی تھے۔ کالج کے پرنسپل مرزا ناصر نے اپنی تقریر کے دوران مہمان خصوصی کو بتایا کہ جب ہم لوگ شروع شروع میں ربوہ آئے تو یہ ایک بے آباد پتھریلا خطہ تھا اور یہاں درخت و سبزہ نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ ہمارے محنتی اور جفاکش لوگوں نے یہاں دس دس فٹ گہرے گڑھے کھودے اور گڑھوں میں باہر سے زرخیز مٹی ڈالی پھر ان میں پودے لگائے اور ان کی آبیاری کی لہٰذا آج آپ کو اس سنگلاخ زمین میں جو تن آور درخت نظر آ رہے ہیں یہ سب ہماری محنت شاقہ کا نتیجہ ہیں۔ جسٹس کیانی مرحوم مرزا ناصر کی تقریر کے دوران زیر لب مسکراتے رہے۔ جب ان کی تقریر کی باری آئی تو انہوں نے مرزا ناصر کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مرزا ناصر نے اپنی جس سخت کوشش و محنت کا ذکر کیا ہے وہ واقعی قابل ستائش ہے۔ یہ تو آپ کی ایک چھوٹی سی کوشش کا ذکر ہے۔ آپ نے تو ختم نبوت کی آہنی زمین سے نبی کھڑا کر کے دکھا دیا ہے۔ ربوہ کی پتھریلی زمین سے درخت کھڑا کر دینا تو آپ کے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کا کھیل ہے۔

"تصویر کی برکت"

افریقہ میں قادیانیوں نے اپنے دجل و فریب کی تبلیغ سے ایک عیسائی کو قادیانی بنا لیا۔ اسے قادیانی ہوئے تقریباً چار سال گزر چکے تھے لیکن اس نے ابھی تک مرزا قادیانی کی تصویر نہیں دیکھی تھی۔ اتفاق کی بات کہ قادیانیوں نے اپنے ایک رسالہ کے ٹائٹل پر مرزا قادیانی کی رنگین تصویر چھاپی۔ اس نے جب مرزا قادیانی کی تصویر دیکھی تو وہ فوراً پکار اٹھا کہ انبیاء تو حسن و جمال کے پیکر ہوتے ہیں۔ ایسا بدشکل اور کریہہ الصورت شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ یہ کہہ کر اس نے مرزا قادیانی کی تصویر پر تھوک دیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

ہت تیرے کی

ایک دفعہ مرزا قادیانی اپنے ایک مرید کے ہاں رات ٹھہرا ہوا تھا۔ صبح سو کر اٹھا تو

مرید سے کہا کہ میری جوتی کا ایک پاؤں تو چارپائی کے پاس پڑا ہے جب کہ دوسرا پاؤں نہیں مل رہا۔ مرید بڑی پھرتی سے جوتے کی تلاش کرنے لگا۔ سارے کمرے کو چھان مارا' پھر باہر صحن اور گلی میں دیکھ کر آیا کہ شاید کوئی بلی یا کتا لے گیا ہو۔ مرید کہتا ہے کہ میں بڑی پریشانی میں مرزا جی کی جوتی کی تلاش میں مصروف تھا کہ اچانک حضرت صاحب نے مجھے آواز دی کہ جوتا مل گیا ہے۔ میں نے تعجب سے پوچھا کہ حضرت کہاں سے ملا ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ ایک پاؤں تو چارپائی کے پاس ہی پڑا تھا اور دوسرا میں رات کو پہن کر ہی سو گیا تھا۔

ہائے ملاقات

بدقسمتی سے جب سر ظفر اللہ خان پاکستان کا وزیر خارجہ تھا اور حکومت میں بڑا اثر و نفوذ رکھتا تھا۔ اس نے قادیانی مبلغین کو ایک بڑی اہم لائن دی کہ قادیانی مبلغین کی مختلف ٹیمیں وزیروں سے ملیں اور انہیں قادیانیت کی تبلیغ کریں۔ ظفر اللہ کے حکم کا اشارہ پاتے ہی قادیانی مبلغین کی ٹیمیں وزراء کے بنگلوں پر پہنچنے لگیں اور انہیں قادیانیت کی دعوت دینے لگیں۔ اس وقت کے وزیر تعلیم فضل الرحمان صاحب سے قادیانی مبلغین کی بڑی دلچسپ گفتگو ہوئی۔ قادیانی مبلغین مرزا قادیانی کی شیطانی کتابوں کی پٹاری لے کر وزیر صاحب کے ہاں چلے گئے۔ کتابوں کی پٹاری زمین پر رکھ کر گفتگو شروع کرنا ہی چاہتے تھے کہ وزیر صاحب یکدم کہنے لگے آپ کی بہت بہت مہربانی' کتابیں بندھی رہنے دو۔ میں آپ سے زیادہ باتیں اور بحث کرنا نہیں چاہتا۔ آپ کھڑے کھڑے میری صرف ایک بات سن لیں کہ اگر دنیا بھر کے مسلمان جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے' کافر ہیں تو میں بھی کافر ہوں۔ خدا کے لئے مجھے کافر ہی رہنے دو۔ میں مسلمانوں کے ساتھ کافر رہنا چاہتا ہوں۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں' مجھے کافر رہنے دیں۔ قادیانی مبلغین اس اچانک اور زبردست حملہ سے حواس باختہ ہو گئے اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے گویا

بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

پیٹ کا جہنم

ایک مرزائی سے سوال کیا

تو جہنم سے کیوں نہیں ڈرتا؟

توند پر ہاتھ پھیر کر بولا
یہ جہنم جو یوں نہیں بھرتا

فاتح

"بھماں" جلو موڑ ڈاک خانہ باٹا پور لاہور کے قریب ایک خوبصورت گاؤں ہے۔ جس کی آبادی ہزاروں افراد پر مشتمل ہے۔ گاؤں میں قادیانیوں کے بھی چند گھرانے آباد ہے۔ آج سے تقریباً دو سال قبل قادیانی اپنے پلید مذہب کی تبلیغ کرتے تھے یہاں تک کہ ایک دن انہوں نے قادیانیت کے دجل و فریب سے ناآشنا سادہ لوح دیہاتیوں کو دام فریب میں پھنسانے کے لئے گاؤں کے کھلے میدان میں وی سی آر پر مرزا طاہر بھگوڑے کی تقریر دکھانے کے لئے عوام کو مدعو کیا۔ چنانچہ سادہ لوح مسلمان کافی تعداد میں اس کی تقریر سننے کے لئے میدان میں جمع ہو گئے اور مرزا طاہر بھگوڑے کی تقریر شروع ہو گئی۔

ادھرٹی وی کی سکرین پر مرزا طاہر نمودار ہوا۔ اور ابھی چند ہی جملے ادا کئے تھے کہ فصلوں سے اڑتا ہوا ایک موٹا تازہ کیڑا مرزا طاہر کی ناک پر آبیٹھا۔ جس سے مرزا طاہر کی پہلے سے بگڑی ہوئی صورت مزید بگڑ گئی۔ پاس بیٹھے ہوئے قادیانیوں نے فوراً کپڑے سے اسے ٹی وی کی سکرین سے اڑا دیا۔ ابھی قادیانی اسے اڑا کر بیٹھے ہی تھے کہ وہ کیڑا پھر رقص کرتا ہوا آیا اور مرزا طاہر کی ایک آنکھ پر آبیٹھا جس سے وہ اپنے مرتد دادا مرزا قادیانی کی طرح کانا ہو گیا۔ قادیانی اس پر جھپٹے اور اسے اڑا دیا۔ چند منٹوں کے بعد وہی کیڑا پھر آیا اور سکرین پر بیٹھ گیا۔ جونہی مرزا طاہر تقریر کرنے کے لئے منہ کھولتا۔ وہ اس کے منہ میں گھسنے کی کوشش کرتا۔ قادیانی اس پر حملہ آور ہوتے لیکن وہ پھر آجاتا اور قادیانی گرو کے چہرے پر بیٹھ کر اس کے مختلف نقشے بناتا۔ یہ مقابلہ تقریباً آدھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ اور آخر قادیانی اس مقابلے میں چت ہو گئے اور کیڑے نے دنگل جیت لیا۔

کیڑے کے ہاتھوں شکست کی خاک چاٹتے ہوئے قادیانی دانت پیستے ہوئے اپنا سامان باندھ کر جا رہے تھے اور کیڑا ان کے سروں پر چکر لگاتا ہوا فاتح پہلوان کی طرح دھمال ڈال رہا تھا۔